قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

جمعۃ المبارک 04 دسمبر 2020ء | 18 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 287

ارشاد باری تعالیٰ

ذٰلِکَ الَّذِیۡ یُبَشِّرُ اللّٰہُ عِبَادَہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی ؕ وَ مَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً نَّزِدۡ لَہٗ فِیۡہَا حُسۡنًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ

(الشوریٰ: 24)

ترجمہ: یہ وہی ہے جس کی اللہ اپنے اُن بندوں کو خوشخبری دیتا رہا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے۔ تُو کہہ دے مَیں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، ہاں تم آپس میں اقرباء کی سی محبت پیدا کرو۔ اور جو کسی (معدوم) نیکی کو اُجاگر کرتا ہے ہم اس میں اسکے لئے مزید حُسن پیدا کر دیں گے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بہت ہی شکر قبول کرنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اُتنا سختگیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر۶۶۰۱)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’روایات میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص ھبار بن اسود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرتے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ اس وقت حاملہ تھیں۔ حملہ کی وجہ سے آپ کا حمل بھی ضائع ہوگیا۔ زخمی بھی ہوئیں، چوٹ لگی اور اس چوٹ کی وجہ سے آپ کی وفات بھی ہوگئی۔ اس جرم کی وجہ سے ھبار کے لئے قتل کی سزا کا فیصلہ ہوا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا مگر بعد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو ھبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ رحم کی بھیک مانگتا ہوں۔ پہلے میں آپ سے ڈر کر فرار ہوگیا تھا لیکن مجھے آپ کا عفو اور رحم واپس لے آیا ہے۔ اے خدا کے نبی! ہم جاہل تھے، مشرک تھے، خدا نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ مَیں اپنی زیادتیوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس میری جہالت سے صَرفِ نظر فرماتے ہوئے مجھے معاف فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو معاف فرما دیا اور فرمایا کہ جا اے ھبار! میں نے تجھے معاف کیا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ اصلاح ہو گئی ہے تو اپنی بیٹی کے قاتل کو بھی معاف فرما دیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 ستمبر 2016ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 14تا20اکتوبر 2016ء صفحہ 7)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

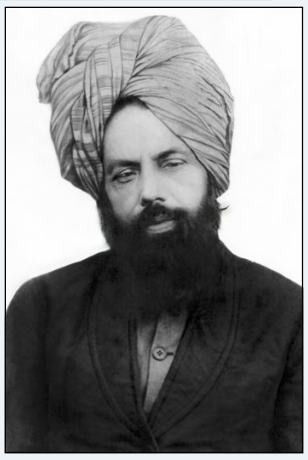

غضب اور حکمت ہر دو جمع نہیں ہو سکتے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا ہے اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پُورا جنون ہوسکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 126-127۔ ایڈیشن 1984ء)

جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی

’’یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصّہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بُردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اُس کو ایک نُور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نُور سے نُور پیدا ہوتا ہے۔ غصّہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں۔ اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 180۔ ایڈیشن 1984ء)

نقصان پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کہ اُس نے کسی بڑے نقصان سے بچالیا

اکبر خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وطن چھوڑ کر قادیان آ گئے تو ہم کو حضرت اقدسؑ نے اپنے مکان میں ٹھہرایا۔ حضورؑ کا قاعدہ یہ تھا کہ رات کو عموماً موم بتی جلا لیا کرتے تھے۔ اور بہت سی موم بتیاں اکٹھی روشن کر دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں میں آیا میری لڑکی بہت چھوٹی تھی ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کے کمرے میں بتی جلا کر رکھ آئی، اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بتی گر پڑی۔ اور حضورؑ کی کتابوں کے بہت سارے مسودات اور چند اور چیزیں جل گئیں اور نقصان ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو سارا نقصان ہو گیا ہے۔ سب کو بہت سخت پریشانی اور گھبراہٹ شروع ہو گئی یہ کہتے ہیں کہ میری بیوی اور لڑکی بھی بہت پریشان تھی کہ حضورؑ اپنی کتابوں کے مسودات بڑی احتیاط سے رکھا کرتے تھے وہ سارے جل گئے ہیں لیکن جب حضورؑ کو اس بات کا علم ہوا تو حضورؑ نے اس واقعہ کو یہ کہہ کر رفت گزشت کر دیا کہ خدا کا بہت ہی شکر ادا کرنا چاہیے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گیا۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جلد اول صفحہ 99)

اس شمارہ میں

- خلافت (منظوم)
- رسولِ کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم کی قرآنِ مجید سے محبّت کے مختلف انداز
- نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت خدمت کی توفیق پانے والے مرحومین کا ذکر خیر
- رپورٹ جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ

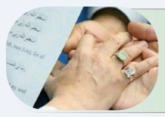

دربارِ خلافت

مَیں صرف اہل وطن کو یہ کہنا چاہتا ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

مَیں صرف اہل وطن کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عقل کے ناخن لو، حکومت بھی اور پڑھے لکھے عوام بھی کہ لوگوں کو خدا نہ بناؤ، خدا کا حقیقی خوف اپنے دل میں پیدا کرو۔ پاکستان کی سرزمین مسلمانوں کی آزادی کے لئے لی گئی تھی اور اس سوچ کے ساتھ قائداعظم نے یہ ملک بنایا تھا کہ مسلمانوں کو ظلم سے نکالا جائے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو لاگو کیا جائے، اس طرح کہ تمام مذاہب کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی کا حق دیا جائے۔ انصاف کے ساتھ پاکستان کے ہر شہری کے حقوق ادا ہوں، بلاامتیاز اس کے کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اگر حکومتیں دوسروں کے مذہب میں دخل اندازی شروع کر دیں، اگر انصاف کا فقدان ہو، اگر ایک طبقے کے حقوق پامال ہوں اور دوسرے کے لئے کہا جائے کہ ٹھیک ہے جو کر رہا ہے وہ کرے، اگر ہتک ہے تو عدالت کی ہے تمہیں کیا؟ تو یہ انصاف نہیں، ظلم ہے۔ پس جب دنیاوی انصاف کے تقاضے بھی پورے نہ کئے جائیں اور اللہ والوں کو مذہب کے نام پر ظلم کی چکّی میں پیسا جائے تو ایسے لوگ، ایسی حکومتیں پھر خدا تعالیٰ کے انعاموں کی حقدار نہیں ٹھہرتیں۔ اس لئے اہل وطن بھی اللہ کا خوف کریں، ہم احمدی بھی سب سے بڑھ کر اپنے وطن سے محبت کرنے والے ہیں۔ پاکستان کی خاطر ہم نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ تقسیم کے وقت بھی جب پاکستان معرض وجود میں آیا، اُس وقت بھی ہم نے جانوں کے نذرانے پیش کئے اور اس کے لئے بڑا کردار ادا کیا۔ پاکستان کی آزادی میں احمدیوں کا سب سے زیادہ کردار ہے اور مختلف جنگوں میں بھی۔ آج بھی ہم اہل وطن کی خدمت اور ملک کی ترقی کے لئے اپنے وسائل استعمال کرتے ہیں جیسا کہ زلزلہ زدگان کی امداد کے سلسلہ میں بیان کر چکا ہوں۔ آج مَیں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی احمدی ہی ہیں جو کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتے ہیں جو سب سے زیادہ پاکستان کی بقا اور سالمیت کے لئے کوشش کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں اور ہمارا کام بھی یہی ہے کہ اس کوشش میں اہل وطن کو اپنے اپنے حلقہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا بتائیں کہ خدا کا خوف کرو اور ملک کو داؤ پر نہ لگاؤ۔

پاکستان میں بہت بڑی تعداد احمدیوں کی ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے پاکستان بچا ہوا ہے۔ ورنہ یہ جو نام نہاد محب وطن ہیں، ان کے کام ایسے نہیں ہیں کہ جو پاکستان کو بچا سکیں۔ ان کی تو ہر کوشش ایسی ہے کہ پاکستان کے توڑنے کے درپے ہیں۔ ہر ایک نے پاکستان کو داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ حیرت ہوتی ہے خبریں دیکھ کر۔ یہاں یورپین پارلیمنٹ کی کارروائی مَیں نے ٹی وی پر دیکھی، وہاں ایک ممبر پارلیمنٹ اس بات سے سخت اختلاف کر رہی تھیں اور بڑی شدت سے اس بات کا ردّ کر رہی تھیں کہ پاکستان کی امداد بند کی جائے کیونکہ بعض پاکستانی سیاسی حلقوں سے ہی یہ شور تھا۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ غریب عوام پر اس کا اثر ہوگا۔ جس مقصد کے لئے ہم امداد دے رہے ہیں وہ جاری رہنی چاہئے۔ یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ پاکستان کو امداد لینی چاہئے یا نہیں، ضرورت ہے کہ نہیں لیکن مَیں سوچ بتا رہا ہوں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں ہمارے سیاستدانوں میں ایک لیڈر صاحبہ یہ فرما رہی تھیں اور اسی طرح دوسرے لیڈر بھی کہ یورپین یونین اور یورپی ممالک پہ زور دیا جائے کہ پاکستان کی امداد بند کریں اور پھر اس طرح حکومت دباؤ میں آئے گی۔ تو یہ ہیں ملک کے ہمدرد جو شور مچاتے ہیں کہ ہم ہی ملک کو بچانے والے ہیں۔ غیروں کو بلایا جاتا ہے، ان سے کوششیں کرائی جاتی ہیں کہ آؤ اور ہماری مدد کرو بلکہ بعض تو اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ گو الفاظ میں تو نہیں لیکن عملاً یہ دعوت دے رہے ہیں کہ آؤ اور ہمارے ملک کو سنبھالو۔ پس یہ لوگ تو ملک کے ہمدرد نہیں بلکہ ملک کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔ اس بات پر فخر ہے، یہ لیڈر اس بات پر بڑے خوش ہیں کہ ہم نے 90 سالہ مسئلہ حل کر دیا۔ اللہ رحم کرے ہمارے ملک پر بھی اور ان عقل کے اندھوں کی بھی آنکھیں کھولے۔ اگر ان کی اصلاح نہیں ہوسکتی تو ایسے لیڈر ملک کو دے جو ملک کا درد رکھنے والے ہوں، غریبوں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ اپنی ذاتی اَناؤں اور مفادات کی بجائے ملک کے مفاد میں کام کرنے والے ہوں۔ پس اس لحاظ سے ہر احمدی کو دعا کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ خاص طور پر پاکستانی احمدیوں کو جو پاکستان میں بھی رہتے ہیں اور باہر کی دنیا میں بھی رہتے ہیں۔ پھر انڈونیشیا کے جو جماعتی حالات ہیں ان کا مَیں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آج کل پھر وہاں اُبال آیا ہوا ہے۔ بعض دور دراز کے چھوٹے قصبوں میں جہاں احمدی تھوڑی تعداد میں ہیں انہیں پھر ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان کے گھروں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ مسجدوں پر حملے کر کے انہیں گرایا جا رہا ہے۔ ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے تا کہ جماعت چھوڑ دیں۔ اور مقامی طور پر اس کی پشت پناہی بعض حکومتی ادارے کر رہے ہوتے ہیں تا کہ اس فساد کے حوالے سے پھر حکومت پر دباؤ ڈالا جائے

بقیہ صفحہ 4 پر

خلافت

ہمارے ہے ذمہ بہت کام بھاری
کہ کرنا ہے اعلانِ توحیدِ باری
یہ ظلم و تعصّب تشدّد بغاوت
یہ شیطانی قوت کی قِسمیں ہیں ساری
نہیں کوئی محفوظ جنّ و بشر میں
محافظ ہی ہر سُو بنے ہیں شکاری
یہ قوموں میں نفرت تعصّب یہ جنگیں
نشاں ان کے مٹنے کی ہے سب تیاری
خدا نے لیا ہم کو اپنی اماں میں
جو نعمت خلافت کی اس نے اتاری
کہیں دکھ کسی احمدی کو جو پہنچے
تڑپ اٹھیں سارے کریں گریہ زاری
محبت ہے ایسی ہوں ماں جیسے جائے
خلافت سے ہی الفتیں ہیں یہ ساری
خدائے محمدؐ ہمارا خدا ہے
لبوں پہ یہی بس رہے ورد جاری
جو فضلوں کی ہم پر ہے برسات جاری
خلافت کی ہی برکتیں ہیں یہ ساری
ہمارا خدا ایک مشکل کشا ہے
جو کرتا ہے آسان مشکل ہماری
خدا کی خدائی کے قائل وہ ہوں گے
جو ہیں آج اپنے بتوں کے پجاری
انہیں عشق و مستی کا کیا ذوق ہوگا
وفا کے سبق سے جو ہوں لوگ عاری
درِ مصطفےٰؐ کو صدیقہ جو چھوڑے
ردا امن کی اس نے خود ہی اتاری

(مبشرہ صدیقہ رانا۔ لندن)

مرسلہ: سہیل احمد ثاقب ۔مربی سلسلہ۔ قائد تعلیم القرآن مجلس انصار اللہ ۔کینیڈا

رسولِ کریم صلیّ اللہ علیہ و سلّم کی قرآنِ مجید سے محبّت کے مختلف انداز

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عنایت کردہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور چشمہ ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلیّ اللہ علیہ و سلّم پر تقریباً 23 سال کے عرصہ میں نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو اس کے روحانی کمالات کی بناء پر ’خاتم النّبیین‘ کے خطاب سے نوازا اور آپ پر نازل شدہ کتاب ’خاتم الکتب‘ کا مقام پانے والی ٹھہری۔ اسی مضمون کی بابت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یوں تحریر فرماتے ہیں:

’’خاتم النّبیین کا لفظ جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ و سلّم پر بولا گیا، بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں کیونکہ کلامِ الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوتِ قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے اسی قدر قوت و شوکت اس کلام کی ہوتی ہے ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوتِ قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور جیسے نبوت کے کمالات آپ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النبییّن ٹھہرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 26، ایڈیشن 2003)

حضرت رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ و سلّم نے قرآنِ کریم سے محبت وعشق کے ایسے متنوع انداز ہمارے لیے بطور اُسوہ حسنہ چھوڑے ہیں کہ جن کو اگر ہم اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں تو قرآن کریم کے توسط سے ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ قارئین! آیئے اپنے پیارے رسول صلّی اللہ علیہ و سلّم کی حیاتِ مبارکہ میں قرآن کریم سے محبت اور عشق کے مختلف انداز دیکھتے ہیں ۔

قرآنِ کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا

رسولِ کریم صلیّ اللہ علیہ و سلّم کی قرآنِ کریم سے محبت وعشق کا ہی یہ انداز تھا کہ آپ نے قرآن کریم کو جلدی جلدی پڑھ کر ختم کرنے کو ناپسند فرمایا۔ آپ چاہتے تھے کہ ہم اس کتابِ رحماں کو نہایت پیار سے سنوار کر اور خوش الحانی سے پڑھا کریں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراۃ) حتّیٰ کہ آپ نے ایک بار خوش الحانی سے پڑھنے کی اس قدر تاکید کی کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراۃ) گویا آپ صلّی اللہ علیہ و سلّم کے نزدیک قرآن کریم کو محبت سے اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک طرح کی عبادت تھی جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنے کو ایک طرح کی عبادت قرار دیا ہے (الحکم 24 مارچ 1903)

قرآنِ کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا

قرآن کریم سے محبت کا ایک یہ بھی آپ کا انداز تھا کہ آپ نمازوں کے دوران پڑھی جانے والی آیات کے معانی پر غور فرماتے اور نہایت انہماک سے اور ٹھہر ٹھہر کر نماز میں تلاوت فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ نماز فجر میں سورۃ المؤمنون کی تلاوت کرتے ہوئے جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر آیا تو خشیتِ الٰہی کے سبب آپ کو کھانسی شروع ہوگئی جس پر آپ کو رکعت ختم کر کے رکوع کرنا پڑا۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب القرآۃ فی الصبح) اسی طرح حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا گواہی دیتی ہیں کہ آپ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرتے ۔جس کی مثال آپ نے اس طرح دی کہ آپ الحمد للہ ربّ العالمین پڑھ کر توقف فرماتے پھر الرّحمان الرّحیم پڑھتے اور پھر توقف فرماتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی قرآت کی بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراۃ)

قرآنِ کریم کو جلدی جلدی ختم نہ کرنا

آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کی قرآنِ کریم سے محبت کا ایک اور انداز ملاحظہ ہو کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: قرآنِ کریم کی تلاوت ایک ماہ میں مکمل کیا کرو۔ اس پر میَں نے عرض کیا کہ میں تو اس سے جلدی پڑھنے کی قوت پاتا ہوں۔ اس پر آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر ایک ہفتہ میں مکمل کرلیا کرو اس سے پہلے تلاوتِ قرآن مکمل نہ کرنا۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فی کم یقرء القرآن)

قرآنِ کریم کی آیات پر دعائیہ کلمات کہنا

حضور صلّی اللہ علیہ و سلّم کی محبتِ قرآن کا ایک یہ بھی انداز ہمیں نظر آتا ہے کہ نماز میں تلاوت کرتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بابت کوئی آیت آتی تو آپ ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کی رحمت مانگتے اور جب عذاب الٰہی کا ذکر آتا تو آپ رُک کر عذاب سے پناہ مانگتے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ) فتح مکہ کے دن جب اللہ تعالیٰ کے وعدہ پورا ہونے کا دن تھا اور ہر طرف خوشی اور فتح کے جذبات تھے آپ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے طور پر اپنے اونٹ پر سوار سورۃ الفتح کی آیات کو بار بار دُہراتے نظر آتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القراۃ)

فرشتوں کے حصار میں آنا

رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ و سلّم کو قرآنِ کریم سے ایسا دلی لگاؤ تھا کہ آپ چاہتے تھے کہ ہم بحیثیت مسلمان تمام مل کر اللہ تعالیٰ کی اس پیاری کتاب کو پڑھا کریں جس کے نتیجہ میں ہم فرشتوں کے حصار میں آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سکینت کے مورد ٹھہریں گے۔ (سنن ابی داود کتاب الوتر، باب فی ثواب قرآۃ القرآن) چنانچہ آپ کی خواہش تھی کہ سب مسلمان اس کتاب کو دن رات پڑھنے والے ہوں۔ اور ہمارا کوئی دن ایسا نہ گذرے جس میں قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا گیا ہو۔ چنانچہ آپ صلیّ اللہ علیہ و سلّم مسلمانوں کی حقیقی فلاح اور کامیابی اسی امر میں پنہاں سمجھتے تھے کہ وہ قرآنِ کریم سے ایسی محبت کرنے والے ہوں کہ اس کو پڑھے بغیر رات کو مت سوئیں اور دن رات اس کی نا صرف تلاوت کریں بلکہ اس کے معانی پر غور وفکر کرنے والے ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الباب الاول)

قرآن کریم کو سننا

حضور صلیّ اللہ علیہ وسلم کی قرآن مجید سے محبت کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ آپ دوسروں سے اس کی تلاوت کو سننا پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ملتا ہے کہ ایک دفعہ حضور صلیّ اللہ علیہ و سلّم نے آپ سے قرآن کریم سننے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے تعجب سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میَں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ حالانکہ آپ پر قرآنِ کریم نازل ہوا ہے۔ اس پر حضور صلیّ اللہ علیہ و سلّم نے فرمایا کہ مَیں پسند کرتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اَور سے قرآنِ کریم سنوں۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب قول المقری للقاری حسبك)

قرآنِ کریم کے احکامات کی پیروی کرنا

قرآنِ مجید سے محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں اور اپنی زندگیاں اس کی تعلیمات کی روشنی میں گذارنے والے ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ و سلّم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں اور ایسے منافق کی مثال جو قرآنِ کریم پڑھتا ہے اس خوشبو دار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزہ کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآنِ کریم نہیں پڑھتا ایسے کَڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی کَڑوا ہے اور خوشبو بھی کَڑوی ہے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رأی بقراۃ القرآن او تأکل بہ، او فجر بہ)

حضرت عائشہ کی گواہی

قرآن کریم کے احکامات اور تعلیمات پر ہمارے پیارے رسول صلیّ اللہ علیہ و سلّم نے خود عمل کر کے ہمارے لیے ایک بہترین اسوہ کی مثال قائم کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ جب ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب آنحضرت صلیّ اللہ علیہ و سلّم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم قرآنِ

کریم نہیں پڑھتے؟ یعنی رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا عمل عین قرآنی تعلیمات کے مطابق تھا لہٰذا آپ کے اَخلاق بھی قرآنی احکامات اور تعلیمات کے مطابق تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنہ او مرض)

تاج پہنائے جائیں گے

آپ صلیّ اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن) یعنی تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم خود بھی سیکھتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھا تا ہے۔ چنانچہ یہ امر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرآنِ کریم سے محبت کا عکاس ہے کہ آپ نے ہمیشہ قرآن کریم کو پڑھانے والوں کو بھی ایک خاص مقام سے نوازا ہے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ جو والدین اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں اور پھر ان کے بچے قرآن کریم کی تعلیمات پر چلتے ہیں تو قیامت کے روز ایسے شخص کے والدین کو اللہ تعالیٰ دو تاج پہنائے گا جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی۔ (سنن ابی داؤد کتاب الوتر، باب فی ثواب قرآۃ القرآن)

اہل اللہ کون ہوتے ہیں؟

ایک مرتبہ رسول کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا اہل اللہ کون ہوتے ہیں؟ آپ صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: قرآن والے اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 128 مطبوعہ بیروت)

لہٰذا اگر ہم اہل اللہ کے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن کریم کو مہجور کی طرح نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔ انسان جب اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کر لیتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کا دل زنگ آلودہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دلوں کو صیقل کرنے کے لیے اور ان کا زنگ اتارنے کا ایک نسخہ حضور صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا بھی تجویز فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفضائل القرآن، الفصل الثالث)

پس ہمیں ہمیشہ اپنے آپ کو قرآنِ مجید کے ساتھ وابستہ رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اپنے دلوں کے زنگ اُتار کر اہل اللہ کے گروہ میں شامل ہونے والے ہوں اور اس پاک کتاب کو پڑھ کر اس کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق فرمائے۔ آمین

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کہ کیونکہ اس وجہ سے احمدیوں کی جانوں کو خطرہ ہے (وہی پاکستان والی حکمت عملی اور یا کم از کم جواب جو بیرونی دنیا کو پاکستانی حکومتیں دیتی ہیں کہ ان کی جانوں کو خطرہ ہے اور امن و امان کی صورتحال بھی خراب ہونے کا خدشہ ہے)۔ اس لئے ان کو اسمبلی میں حکومتی سطح پر غیر مسلم قرار دیا جائے تبھی امن قائم ہوسکتا ہے۔ تو بڑی پلاننگ سے اب انہوں نے یہ ترکیب استعمال کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے تمام مکروں کو توڑنے والا ہے اور انشاء اللہ توڑے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کا یہ خیال کہ ہم اس طرح احمدیت کا خاتمہ کریں گے کبھی بھی صحیح ثابت نہیں ہوسکتا۔ یہ ان لوگوں کی بڑی خام خیالی ہے۔ پچھلے سو سال سے زائد عرصہ سے یہ کوشش ہو رہی ہے لیکن جہاں بھی کوشش ہوئی ہمیشہ ناکام ہوئے ہیں۔ اگر کسی انسان کا کام ہوتا تو کب کی جماعت احمدیہ ختم ہو چکی ہوتی۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے کہ بڑھے گا اور پھولے اور پھلے گا انشاء اللہ۔ کوئی نہیں جو اس کو ختم کر سکے۔ پس اس بات کی تو کوئی فکر نہیں کہ یہ لوگ احمدیت کو ختم کرسکیں یا انڈونیشیا سے ختم کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی بڑے مضبوط ایمان کے اور قربانیاں کرنے والے احمدی ہیں۔ اگر کہیں کوئی اِکّادُکّا خوفزدہ ہو کر کچھ عرصہ کے لئے کوئی کمزوریٔ ایمان دکھاتا ہے یا یہ کسی کو خوفزدہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ مضبوط ایمان کے احمدی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ یہی سلوک رہا ہے۔ پاکستان میں غیر مسلم قرار دے کر اس زُعم میں کہ احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا کیا نتیجہ نکلا؟ احمدیت کو تو اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بڑھ کر وسعت عطا کی۔ دوسرے نے اور بھی سخت قانون بنایا کہ اب تو کوئی راہ فرار نہیں ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ تیزی سے احمدیت پھیلی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پیغام پہنچانے کے وہ وسائل بھی مہیا فرما دیئے جو اگر انسانی منصوبہ بندی ہوتی تو شاید اس پر عمل کرنے کے لئے ہمیں مزید کئی سال درکار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یہ ہر روز نئی شان سے پورا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی تو کوئی فکر نہیں کہ یہ احمدیت کو ختم کرسکیں گے یا احمدی کے ایمان کو متزلزل کرسکیں گے لیکن یہ فکر ضرور ہے اور اس کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ انڈونیشیا کے احمدی اور دنیا کے رہنے والے ہر جگہ کے احمدی بھی ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ انہوں نے قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہیں لینا۔ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ کسی مخالفت کی وجہ سے ہمدردی خلق سے ہاتھ نہیں اٹھانا۔ کسی مخالفت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جو حقیقی اسلام کا پیغام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اسوہ رسول ﷺ کی تعلیم ہے اس کو پھیلانے سے پیچھے نہیں ہٹنا۔ پس یہ کام تو ہم نے کرنا ہے۔ اس کے لئے قربانیاں بھی دینی پڑیں گی، ابتلاء بھی آئیں گے۔ الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ یہ سلوک ہوتا بھی رہا ہے۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی۔ ہمیشہ آتی ہے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی قدرت کے نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے۔ ہمارا کام پیغام پہنچانا اور ہمدردی بنی نوع ہے جو ہم نے کرنی ہے۔ انڈونیشیا میں جب سونامی آیا تھا تو جس علاقے میں یہ سمندری طوفان تھا، اس میں اس سے پہلے بڑی شدید مخالفت تھی۔ وہاں جا کر بھی ہم نے ان لوگوں کی ضرورتیں پوری کیں اور انہوں نے ہمارے سے مدد بھی حاصل کر لی۔ تو ہمارے دل تو ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمدردی بنی نوع انسان کے لئے ہمیشہ تیار ہیں اور اس ہمدردی سے پُر رہتے ہیں۔ ہم نے خدمت کرنی ہے۔ ان لوگوں نے، جو ڈنگ مارنے والے ہیں، ان کی فطرت میں ڈنگ مارنا ہے جس طرح گائے اور بچھو کا قصہ ہے۔ ایک بچھو نے گائے کو کہا کہ مجھے دریا پار کرا دو۔ اس نے اپنی کمر پر اس کو سوار کرلیا۔ دریا پار ہو کے جب وہ بچھو اترنے لگا۔ تو اس نے گائے کو ڈنگ مار لیا۔ تو کسی نے کہا تمہیں بچھو کو دریا پار کرانے کی ضرورت کیا تھی۔ اس نے کہا میری فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے کام رکھا ہے وہ مَیں کر رہی ہوں اور اس کی فطرت میں جو ڈنگ مارنا ہے وہ اس نے کرنا ہے۔ تو ہم نے تو خدمت انسانیت کرنی ہے اور اگر کوئی مجبور ہے تو اس کی مدد کرنی ہے قطع نظر اس کے کہ ان لوگوں نے کیا سلوک کرنا ہے۔ جزا اُن سے نہیں لینی بلکہ خدا تعالیٰ کے پاس ہمارے اجر ہیں اس لئے وہ تو ہم نے کرتے رہنا ہے۔ جو اُن کا کام ہے وہ یہ کرتے ہیں۔ ہمارا کام دنیا کو ہر لحاظ سے فیض پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر فیض پہنچانا ہے۔ پس اس کے لئے ہر احمدی کو اپنی بھرپور کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ دعاؤں اور صبر کے ساتھ یہ کام کرتے چلے جانا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 23/ نومبر 2007ء)

☆...☆...☆

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَاهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيمَا أَعْطَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ

(ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ نمبر حدیث نمبر 1178)

ترجمہ: ”اے اللہ! تو جنہیں عافیت بخشتا ہے، مجھے بھی ان میں (شامل کر کے) عافیت بخش اور جن سے تو محبت رکھتا ہے ان میں (شامل کر کے) مجھ سے محبت رکھ اور جنہیں تو نے ہدایت دی، ان میں (شامل کر کے) مجھے بھی ہدایت دے اور تو نے جو بھی فیصلہ کیا ہے اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما، یقیناً تو ہی فیصلے کرتا ہے، تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور جسے تو دوست رکھے وہ کہیں ذلیل نہیں ہوسکتا، اے ہمارے رب تو پاک ہے، تو برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے۔“

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی نماز میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت ہے۔

حضرت حسن بن علیؓ کو آنحضرت ﷺ نے وتر میں پڑھنے کے لئے یہ دعائے قنوت سکھلائی۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

مرسلہ: مبارک احمد طاہر

روکوپُر (سیرالیون) میں نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت

خدمت کی توفیق پانے والے مرحومین کا ذکر خیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء میں مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ، لائیبریا، گیمبیا اور سیرالیون کا دورہ فرمایا۔ اس تاریخ ساز دورہ میں حضورؒ نے ان مشنوں کے حالات کا ازخود جائزہ لیا اور ان کی تعلیمی اور طبی ضروریات کا بنفس نفیس مطالعہ کر کے خدمتِ خلق کے منصوبہ پر مشتمل ایک عظیم الشان جامع سکیم مرتب فرمائی جس کا ذکر حضورؒ نے یوں فرمایا:

''گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑی شدت سے یہ میرے دل میں ڈالا کہ تم کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ ان ممالک میں خرچ کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا۔''(الفضل 20 جون 1970ء)

اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضورؒ نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کا اجراء فرمایا۔ چنانچہ افریقہ کے دورہ سے لندن تشریف لانے پر مسجد بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ کے دوران اس سکیم کا اعلان فرمایا اور جماعت کو ان کی ذمہ داریوں اور دعا کی طرف توجہ دلائی۔

حضور نے فرمایا:

''مجھے فکر نہیں کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ خرچ کیا جائے تو ضرور دے گا۔ یہ رقم ملے گی، مجھے کوئی فکر نہیں۔ مزید برآں مجھے کام کرنے کے لئے فوری طور پر تیس ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور اساتذہ اس کے علاوہ ہیں۔ یہ بھی مجھے فکر نہیں کہ رضا کار واقف ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ یہاں کام کیا جائے۔ جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی ہونی چاہئے وہ یہ کہ محض خدا کے حضور مالی قربانی پیش کردینا کوئی چیز نہیں جب تک وہ مقبول نہ ہو۔ اس واسطے آپ بھی دعا کریں اور میں بھی دعا کروں گا کہ یہ سعی مشکور ہو۔ خدا تعالیٰ اس حقیر سی قربانی کو قبول فرمائے۔''(الفضل 15اپریل 1972ء)

پھر آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ نائیجریا، غانا، سیرالیون اور گیمبیا میں پانچ سات سال کے اندر اندر چار چار ہسپتال یا کلینک بنادیں گے اور اتنے ہی ہائر سیکنڈری سکول کھول دیں گے۔ (الفضل 17 ستمبر 1975ء)

خدا تعالیٰ کے مامور کی اس پیاری جماعت کے امام نے ایک لاکھ پاؤنڈ کا مطالبہ کیا مگر دنیا بھر کے احمدیوں نے دو لاکھ سے زائد پاؤنڈ کی رقم اپنے پیارے امام کے قدموں میں ڈال دی کیونکہ اس جماعت نے قربانی کے میدان میں ایک ہی سبق سیکھا ہے جو یہ ہے:

''جان و مال و آبرو حاضر ہیں تری راہ میں''

خدا کے فضل سے ڈاکٹرز اور ٹیچرز کی ایک خاص تعداد نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہا اور میدان جہاد میں کودنے کے لئے تیار ہو گئے۔

چنانچہ دو سال کے اندر اندر خدا تعالیٰ کے فضل سے مغربی افریقہ کے ممالک نائیجریا، غانا، سیرالیون اور گیمبیا میں 14 ہسپتال اور 9 ہائر سیکنڈری سکولز قائم ہو گئے۔ یہ کامیابی ایسی تھی کہ اپنوں اور بیگانوں سب نے اس پر حیرت کا اظہار کیا۔

اس تحریک کا ایک مبارک پہلو یہ بھی ہے کہ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عملی زندگی کی ابتداء گھانا میں اس تحریک کے تحت وقف کر کے خدماتِ دین سرانجام دینے سے ہی ہوئی۔

آغاز سے اب تک اندازاً 250 ڈاکٹر اور 400 اساتذہ وقف کر کے افریقہ کے مختلف ممالک میں طبی و تعلیمی خدمات سرانجام دے چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

روکوپُر سیرالیون ملک کا وہ بابرکت حصہ ہے جہاں سب سے پہلے احمدیت کا پودا مجاہدِ احمدیت مولانا الحاج نذیر احمد علی صاحب کے ذریعہ لگا اور پھر یہاں سے اسلام احمدیت کا پیغام ملک کے چاروں کونوں تک پہنچا۔ اس مضمون میں روکوپُر میں خدمت کرنے والے ابتدائی ٹیچرز و ڈاکٹرز کا ذکر خیر کرنا مقصود ہے۔

مکرم انور احمد گھمن صاحب

آپ 25 فروری 1946ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گھمن تھا۔ آپ نے 1963ء میں اگریکلچرل یونیورسٹی لائلپور سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ 1967ء میں آپ نے اگریکلچرل یونیورسٹی لائلپور سے بی ایس سی آنرز کا امتحان پاس کیا۔ پھر آپ نے 1969ء میں ایم ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ اسکے بعد آپ نے منڈی بہاؤالدین گجرات میں زراعت کے انسپکٹر کے طور پر کام کیا۔ بعد ازاں کچھ عرصہ ایک فرم میں بطور سیلز آفیسر کام کیا۔

آپ نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے سیرالیون گئے۔ جو درخواست آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں بغرض قبول وقف لکھی، اس میں آپ لکھتے ہیں:

''میں عاجز انسان ہوں، میرے اخلاص کو نہ ٹھکرائیں اور میری درخواست قبول فرمائیں اور مجھے بطور ایک ادنیٰ خادم جانتے ہوئے خدمت کا موقع دیں اور افریقہ یا کسی دوسرے ملک میں ایک ادنیٰ استاد کسی سکول یا کالج میں بھجوادیں۔ میں جانے کا خرچ بھی خود برداشت کروں گا۔''

اس خط سے آپ کی للّٰہی وقف کی روح اور اخلاص جھلکتا ہے جسکا آپ نے کماحقہ حق ادا کیا۔ آپکو مجلس نصرت جہاں کے تحت روکوپُر کے مقام پر قائم ہونیوالے پہلے احمدیہ سیکنڈری سکول کے پرنسپل کے طور پر فروری 1972ء تا ستمبر 1981ء دس سال خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے وہاں پوری جانفشانی، محبت اور اخلاص کے ساتھ بے لوث خدمت کی توفیق پائی۔ سکول کے لئے زمین حاصل کرنا، اسے ہموار کرنا اور عمارت تعمیر کرنے کا ابتدائی کام ان کے زمانہ میں انجام پایا۔ روکوپُر کی مقامی احمدیہ مسجد کی تعمیر میں بھی آپ کو مالی معاونت کی توفیق ملی۔ 6 ستمبر 1975ء کو آپ کی شادی مکرمہ امۃ الودود صاحبہ سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپکو چار بیٹیوں اور ایک بیٹے کی نعمت سے نوازا۔ محترمہ نے بھی اپنے خاوند کے شانہ بشانہ روکوپر سکول میں خدمت کی توفیق پائی۔

محترم گھمن صاحب نے ایک لمبی بیماری کے بعد 22 اگست 2016ء کو لاہور میں 70 سال کی عمر میں وفات پائی۔ مؤرخہ 23 اگست کو بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ نے دعا کروائی۔

مکرم مبشر احمد پال صاحب

آپ 10 اگست 1939ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد کا نام محمد دین احمد تھا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے 1964ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ پھر 1970ء میں سنٹرل ٹرینگ کالج لاہور سے بی ایڈ کا امتحان پاس کیا۔ آپ کو خدام الاحمدیہ کی سطح پر ناظم اطفال شہر سیالکوٹ خدمت کی توفیق ملی اور آپکے دور میں مجلس اطفال الاحمدیہ نے تین دفعہ عَلم انعامی بھی حاصل کیا۔ سیرالیون جانے سے قبل آپ نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ستارہ، قمر، ہلال اور بدر کے نام سے کتابچے بھی لکھے۔

10 مئی 1973ء کو نصرت جہاں سکیم کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حکم پر سیرالیون گئے۔ آپ نے احمدیہ سیکنڈری سکول و مسجد روکوپُر کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔ کئی وقار عمل کئے۔ غرض مالی و جسمانی ہر طرح سے معاونت کی۔ آپ نے بطور استاد پھر قائم مقام پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپُر و پرنسپل احمدیہ مسلم ایگریکلچرل سیکنڈری سکول کبالہ اور مشنری انچارج کے فرائض بھی ادا کئے۔ آپ نے اپنی ذاتی کوشش و دلچسپی سے کبالہ میں ایگری کلچرل ریسرچ انسٹیٹوٹ بھی قائم کیا۔ دوران وقف آپ کی والدہ محترمہ پاکستان میں وفات پا گئیں آپ نے پردیس میں اپنے وقف کو بخوبی نبھاتے ہوئے اس صدمہ کو برداشت کیا۔

سیرالیون سے 1987ء میں واپس آنے کے بعد دسمبر 1987ء میں آپکی شادی مکرم شیخ محمد رمضان صاحب امیر جماعت ڈیرہ غازی خان کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی نعمت سے نوازا۔

آپکی وفات 27 مارچ 2016ء کو بوجہ ہیپاٹائیٹس ہوئی۔ مرحوم کی تربیت میں انکی نانی مرحومہ کا ہاتھ تھا جو رفیق حضرت مسیح موعودؑ حضرت بابو روشن دین صاحبؓ کی بیٹی تھیں۔ آپکی اہلیہ بھی رفیق حضرت مسیح موعودؑ حضرت شیخ اللہ بخش صاحبؓ آف بنوں کی پوتی ہیں۔ آپ نیک، انتہائی ہمدرد، انسان دوست اور مشفق انسان تھے۔ آپ بہت مہربان اور عہدیداروں کی بہت عزت کرتے تھے۔ ہر ایک کی مدد کو تیار رہتے۔ پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ بہت سے شاگردوں کی سکول فیس، یونیفارم، سٹیشنری اور خوراک کے لئے ذاتی طور پر مالی معاونت کرتے۔ آخری لمحات میں بیماری کی شدت کے باوجود صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

مکرم ڈاکٹر سردار محمد حسن صاحب

آپ ڈاکٹر ایس ایم حسن کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آپکے والد کا نام مکرم سردار نور احمد صاحب تھا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد محترم کے ذریعہ آئی جو خلافتِ ثانیہ کے دور میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ آپکی شادی 1964ء میں محترمہ سعیدہ حسن صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد شریف ڈار صاحب آف لائل پور سے ہوگئی۔ آپ نے

1969ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے MBBS کا امتحان پاس کیا۔ابتداء سے ہی آپ کی نیت تھی کہ اگر میں MBBS میں پاس ہو گیا تو اسی روز حضور انورؒ کو وقف کے لئے لکھ دوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ مجلس نصرت جہاں کے تحت جون 1971ء تا دسمبر 1975ء تقریباً ساڑھے چار سال روکوپر سیرالیون میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔آپ سیرالیون بھجوائے جانے والے تیسرے ڈاکٹر تھے۔احمدیہ ہسپتال روکوپر کی ابتداء آپ نے کی۔آپ نے ابتداء میں ایک خستہ حال عمارت میں ایک میڈیکل باکس سے کام شروع کیا۔خدا تعالیٰ نے آپکے ہاتھ میں غیر معمولی شفاء رکھ دی تھی جس کی وجہ سے حکومتی وزراء اور غیر از جماعت لوگ دور دراز سے آپ سے علاج کروانے آتے اور اللہ کے فضل سے شفاء بھی پاتے۔خاکسار نے وہاں اپنے قیام کے دوران دیکھا کہ اس وقت کے صدر مملکت Dr.Siaka P.Stevew کی اہلیہ Madam Rebecca Stevew بھی اس ہسپتال سے علاج کے لئے باوجود اسکے کہ محترمہ کو Firstlady ہونے کے ناطے تمام سرکاری سہولتیں میسر تھیں،تشریف لائیں۔تھوڑے ہی عرصہ میں آپکو ایک بڑا ہسپتال بنانے کی توفیق مل گئی۔آپ نے ہسپتال کی تعمیر کے سلسلے میں خود وقار عمل بھی کئے۔راتوں کو جاگ کر نگرانی بھی کی۔غرض بہت محنت اور لگن سے ہسپتال کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔یکم مئی 1974ء کو اس ہسپتال کا افتتاح ہوا۔ہسپتال کے احاطہ میں ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ کے فرش پر Tiles لگانے کے کام میں ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ نے بھی حصہ لیا۔

مکرم ڈاکٹر محمد حسن صاحب نہ صرف ڈاکٹر تھے بلکہ ایک روحانی طبیب بھی تھے۔آپ دعاگو،تقویٰ شعار اور فرشتہ سیرت انسان تھے اور روکوپر کے لوگ اس وجہ سے آپ کی بہت عزت اور احترام کرتے۔لوگوں کو آپ پر اس حد تک یقین تھا اور اللہ نے آپکے ہاتھ میں اتنی غیر معمولی شفاء رکھی ہے کہ جس مریض کو آپ کہیں اور ریفر کرتے،لوگ بجائے انہیں علاج کی غرض سے کسی اور بڑے ہسپتال لیجانے کے مایوسی سے مریض کے کفن دفن کا انتظام کرنے لگ جاتے کہ شاید اب اسکا کوئی علاج نہیں۔روزنامہ الفضل کے صد سالہ جشن تشکر نمبر 1989ء میں آپکے متعلق یہ خبر چھپی:

"سیرالیون میں ایک احمدیہ ہسپتال "روکوپر" ضلع کامبیا (Kambia) میں ڈاکٹر ایس ایم حسن صاحب نے شروع فرمایا جن کے اخلاص اور نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکے ہاتھ میں غیر معمولی شفاء رکھ دی کہ وہ بطور ایک فرشتہ کے مشہور ہو گئے۔"

دسمبر 1975ء میں پاکستان آنے کے بعد آپ نے چند ماہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پڑھایا۔کچھ عرصہ ضلع قصور کے ایک ہسپتال میں کام کیا۔1978ء میں مستقل لاہور منتقل ہو گئے اور MCPS اور DA کا امتحان پاس کیا۔پہلے میو ہسپتال،سروسز ہسپتال اور آخر میں لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں طویل عرصہ تک ملازمت کی اور Senior Anesthesiest کی پوسٹ سے ریٹائرمنٹ لی۔دسمبر 2001ء میں بعمر 63 برس آپ مولائے حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔اور 24 دسمبر 2001ء کو مسجد مبارک ربوہ میں نماز ظہر کے بعد محترم راجہ نصیر احمد صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد حضرت مرزا عبدالحق صاحب سابق امیر جماعت سرگودھا نے دعا کرائی۔آپ نے اپنی یادگار میں اپنی بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔

آپ نہایت مخلص،ایماندار شخص تھے۔نماز روزہ کے پابند اور نظام وصیت میں شامل تھے۔آپ کو خلافت احمدیہ سے اس قدر محبت تھی کہ اپنے بچوں کو ہمیشہ یہ نصیحت کرتے تھے کہ بیٹا خلافت بہت بڑی نعمت ہے۔اور بچوں کو خلیفۂ وقت کو خطوط لکھنے کی تاکید کرتے۔

آپ اپنے بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:

"بیٹا آج تم جس مقام پر ہو یہ احمدیت کی وجہ سے ہے اور جو برکتیں تم لوٹ رہے ہو یہ اس وقف کی ہیں جو چند سال سیرالیون میں گزارے ہیں۔"

آپکی اہلیہ نے بھی ہر طرح سے آپ کا ساتھ دیا اور خدمت کا حق ادا کیا۔آپ بہت مہمان نواز اور خدمتگار خاتون تھیں۔

مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب

آپ کے والد کا نام مکرم سید محمد شریف صاحب تھا۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے 1945ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے MBBS کا امتحان پاس کیا۔گزٹیڈ آفیسر کے طور پر گورنمنٹ سروس کا آغاز کیا۔1948ء تا 1952ء مختلف ڈسپنسریوں کے انچارج کے طور پر خدمت کی۔1953ء میں آپ نے سول سرجن ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر جیکب آباد کے طور پر کام کیا۔1956ء میں آپ یوکے گئے اور Royal Institute of E.N.T سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے 1957ء میں پاکستان واپس آئے۔1958ء میں آپ نے Hygiene Institute Lahore سے D.P.H کی ڈگری حاصل کی اور یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور میڈل کے حقدار قرار پائے۔1963ء تا 1964ء سینئر اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف ہیلتھ خیر پور ریجن کے طور پر کام کیا۔1967ء اور 1968ء میں کوئٹہ ریجن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف ہیلتھ کے طور پر کام کیا۔1969ء میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر لاہور کے طور پر کام کیا۔1970ء میں سول سرجن کراچی کے طور پر خدمات بجا لائے۔

11 فروری 1971ء کو اسکورے غانا پہنچے اور مورخہ یکم مارچ 1971ء کو کام شروع کیا۔آپ نے اسکورے غانا میں مشن کے قیام کے لئے بہت کوششیں کیں۔زمین کی خریداری،رجسٹریشن،نقشہ جات کی تیاری،تعمیر کے تمام مراحل میں انتہائی محنت اور لگن سے کام کیا۔

آپ نے علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ تبلیغی و دینی کاموں میں بھی بھرپور حصہ لیا۔بہت سے لوگ آپ کے ذریعہ اسلام احمدیت میں داخل ہوئے۔آپ نے اپنے گھر کو نماز سنٹر بنایا ہوا تھا جہاں نماز باجماعت کا اہتمام ہوتا۔نمازوں کے بعد درس و تدریس کا انتظام ہوتا جس میں نماز سادہ و باترجمہ بچوں اور بڑوں کو سکھائی جاتی نیز ترجمۃ القرآن کلاس کا باقاعدگی سے اہتمام ہوتا۔

آپ خلافت سے عشق و وفا اور اطاعت گذاری میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔خلیفۂ وقت کی اطاعت کا شاندار نمونہ جو آپ نے دکھایا اسکے متعلق مکرم محمد اسماعیل منیر صاحب سابقہ و پہلے سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

"محترم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب کو پاکستان میں سندھ کے محکمہ صحت کے سیکرٹری بننے کی آفر ہو چکی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی آواز ان کے کان میں پڑی کہ ارض بلال میں احمدی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے چنانچہ وہ فوراً وقف کر کے میدان عمل میں پہنچ گئے۔جب غانا میں اپنی منزل مقصود "اسکورے" نامی گاؤں پہنچے تو حیران رہ گئے کہ چھوٹا سا گاؤں جس میں بجلی ہے نہ پانی ہے،سڑک بھی کوئی نہیں،فوراً حضورؒ کی خدمت میں خط بھیجا کہ اس گاؤں میں تو میرے لئے کوئی کام نہ ہو گا اور مریض کیسے آئیں گے۔اس لئے فوری طور پر مناسب مقام اور جگہ کی تلاش کی جائے جس پر حضورؒ متفکر ہوئے اور فرمایا کہ دعا کے بعد جواب دیں گے۔ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ ایک دن نماز عصر کے بعد حضورؒ نے اس عاجز کو یاد فرمایا اور حاضر ہونے پر فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کو تار دے دو کہ **"اسکورے کو نہیں چھوڑنا"** اللہ تعالیٰ اسی میں بہت برکت ڈالے گا۔ڈاکٹر صاحب تار ملنے پر اسکورے میں ہی دھونی رما کر بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نزول ہونا شروع ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے حکومت نے احمدیہ ہسپتال کی خاطر اس گاؤں کو بجلی اور پانی سپلائی کر دیا اور چند ماہ میں پکی سڑک بن گئی جس پر سرکاری بسیں اس گاؤں کو ملک کے اہم شہر کماسی سے ملاتی تھیں۔ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال کی مستقل بنیادیں کھدوانی شروع کروائیں تو عیسائی حاسدوں نے روڑے اٹکانے شروع کر دیئے اور وزیر صحت کے ذریعہ کام بند کر کے ڈاکٹر صاحب کو ملک بدر کرنے کا حکم جاری کروا دیا گیا۔ڈاکٹر صاحب نے خداداد ذہانت سے دفاع کیا تو صدر مملکت غانا نے سارے حالات سن کر حکم دیا کہ ڈاکٹر صاحب تو یہاں ہی غانا میں رہیں گے،اگر وزیر صحت جانا چاہیں تو انہیں اجازت ہے۔بس پھر کیا تھا ہسپتال کی نئی عمارت چند ماہ میں تیار ہو گئی اور پاکستان کے سفیر S.A Moid بھی افتتاح میں شامل ہوئے اور بہت خوش ہوئے کہ ایک پاکستانی ڈاکٹر کو افریقن بھائیوں کی شاندار خدمت کرنے کا موقع مل رہا ہے۔اب یہی ہسپتال مغربی افریقہ میں نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام کے تحت بہت بڑا ہسپتال ہے جس میں یکصد سے زائد بستر (Bed) ہیں اور VIP وارڈ بھی الگ ہے۔"

آپ نے اسکورے گھانا میں ہسپتال،اسکول اور مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں انتھک کوشش اور محنت کی۔خلافت کے فدائی تھے اور ہر امر میں خلیفۂ وقت سے رہنمائی حاصل کرتے اور دعا کی درخواست کرتے۔خلیفۂ وقت سے عشق و وفا کا تعلق اس بات سے بھی جھلکتا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کراچی تشریف لیجانا تھا تو آپ نے اپنا گھر حضورؒ کی رہائش کے لئے پیش کیا۔آپ ستمبر 1978ء میں سیرالیون پہنچے اور آپکی تعیناتی احمدیہ مسلم نصرت جہاں کلینک روکوپر ہوئی۔

مکرم ڈاکٹر عمر الدین سدھو صاحب

آپ 8 دسمبر 1908ء کو لدھیانہ انڈیا میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام مکرم حاجی بورے خان سدھو صاحب تھا۔آپ 1934ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے 1949ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے MBBS کیا۔

آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نہایت ہی مخلص اور بے لوث خدمت کرنے والے خادم تھے۔آپ نے 1968ء میں سرکاری ملازمت سے

ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگی خدمت سلسلہ کے لئے وقف کر دی اور 1969ء تا 1981ء تک مسلسل 12سال مجلس نصرت جہاں کے تحت مغربی افریقہ کے ممالک نائیجریا، سیرالیون اور گیمبیا میں جماعت کے ہسپتالوں میں نہایت شاندار اور قابل قدر طبی خدمات سرانجام دیں۔ پاکستان واپس آ کر آپ کو سلسلہ کی مختلف نوعیت کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ آپ 8 جولائی 1990ء کو 82سال کی عمر میں حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ آپ ایک نہایت ہی مخلص، دعاگو، تہجد گزار بزرگ تھے اور آپ کا دل ہمدردیٔ خلائق سے لبریز تھا۔ آپ نے افریقہ میں جماعت کے طبی ادارہ جات کی ترقی اور کامیابی کے لئے نہایت ہی محنت، توجہ اور انتھک مساعی سے خدمات سرانجام دیں۔

ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب

آپ نے اوائل جنوری 1976ء میں نصرت جہاں کلینک جورو کا چارج لیا۔ آپ ہسپتال میں تلاوتِ قرآن کریم اور دعا کے بعد علاج کا آغاز کرتے۔ آپ نے دورانِ وقف قرآن کریم کے تین پارے حفظ کئے اور ماہ رمضان میں نماز تراویح میں انکی قراءت کرتے۔ آپ بہت دعاگو انسان تھے۔ آپ کو دعا پر کامل یقین تھا جس کا اظہار آپکی تقریر و تحریر سے عیاں ہے۔ آپ اپنے ایک مکتوب بنام حضور اقدس میں لکھتے ہیں ''جسطرح حضور کی دعا نے مجھے گھانا میں زندہ کیا تھا ویسے ہی اب بھی دعا فرما دیجئے کہ میری کھانسی اور ضیق النفس چلا جاوے ڈیڑھ ماہ سے یہ تکلیف ہے'' آپ مریضوں کو بھی دعا کے فائدے بتاتے اور انکی توجہ دعا کی طرف مبذول کرواتے کہ اصل شفا دینے والی ہستی خدا کی ہے۔ آپ کسی بھی آپریشن سے قبل خود بھی دعا کرتے اور دربار خلافت میں بھی دعا کیلئے لکھتے ایک دفعہ ایک عورت کا ہرنیا کا آپریشن تھا، آپ نے حضور اقدس کی خدمت میں دعا کیلئے لکھا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس آپریشن کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے جس سے ہسپتال کی نیک نامی بھی ہوگی اور دیگر مریضوں کی توجہ اس ہسپتال کی طرف ہوگی۔ آپ کو علاج معالجہ کیساتھ ساتھ تبلیغ دین کا بھی بہت شوق تھا۔ آپ قریبی جماعتی سنٹرز میں اکثر نماز جمعہ بھی پڑھاتے اور وہاں لوگ آپ سے علاج بھی کرواتے۔ آپکے بیٹے ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب نائیجریا اور سردار رفیق احمد صاحب لائبیریا میں خدمت کی توفیق پا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان مرحومین کو غریقِ رحمت کرے اور انکی اولادوں کو انکی قائم کردہ نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرسلہ: مبارک احمد منیر مربی سلسلہ برکینا فاسو

رپورٹ تربیتی کلاس اَطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، ناصرات و لجنہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ایک ایسا عظیم الشان الٰہی نظام ہے جس میں ہر طبقہ کے افراد کی تعلیم و تربیت کا سامان موجود ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی قائم کردہ مختلف تنظیمیں ہر چھوٹے بڑے اور بوڑھے مرد وزن کی تربیت کے پروگرام بناتی رہتی ہیں۔ اس لیے ہی جماعت احمدیہ ایک لڑی میں پروئی ہوئی ہے جس کی ڈوریں خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں ہیں اور خلیفۂ وقت جہاں ہر مشکل وقت میں ہمارے لیے روحانی سہارا بنتے ہیں وہاں تعلیم و تربیت کے تمام پہلوؤں میں ہماری راہنمائی بھی کرتے ہیں جو ایک عظیم قوم بننے کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ برکینا فاسو ہر سال تعلیم و تربیت کے مختلف پروگرام کرتی ہے۔ اس سال بھی مختلف ریجنز میں اَطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، ناصرات اور لجنہ کی تربیتی کلاسوں کا انعقاد کیا گیا۔ اس سال کورونا وائرس کی بیماری کی وجہ سے ملکی سطح پر پروگرام تو نہیں کیا جاسکا لیکن ہر بڑی جماعت میں اس سلسلہ میں تربیتی پروگرام کے انعقاد کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سینٹر ویسٹ ریجن میں بھی اَطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اور ناصرات کی الگ الگ تربیتی کلاسوں کا انعقاد کیا گیا۔ اس کے لیے سب سے پہلے ایک نصاب بنایا گیا۔ تربیتی کلاس کے لیے ریجن میں 6بڑی جماعتوں کو چنا گیا اور اس سے ملحقہ جماعتوں کو انھیں جگہوں پر تربیتی کلاس کے لیے بلایا گیا۔ جن جماعتوں میں کلاس کا انعقاد کیا گیا تھا وہاں جماعتی مساجد موجود ہیں جس کی وجہ سے ان جماعتوں میں پروگرام کرنے میں آسانی ہوئی۔

مؤرخہ 15اگست تا21اگست 2020ء کو ناصرات اور اطفال الاحمدیہ کی کلاسوں کا انعقاد کیا گیا۔ ناصرات کی کلاسز کا انعقاد صبح 9 بجے جبکہ اطفال الاحمدیہ کی کلاسز کا انعقاد بعد نماز عصر کیا گیا۔ ان کلاسوں میں تقریباً 75ناصرات شامل ہوتی رہیں اور اسی طرح 95اطفال کلاس میں شامل ہوتے رہے۔ ان کلاسز میں خاص طور پر نماز سادہ اور باترجمہ سکھائی گئی اور قرآن کریم کی کلاسز لگائی گئیں۔ اس کے علاوہ نماز کے مسائل سکھائے گئے۔ اطفال اور ناصرات کو بعض دعائیں بھی سکھائی گئیں اور دینی معلومات کے سوال و جواب بھی سکھائے گئے۔ آخری دن ان کا امتحان لیا گیا۔

اسی طرح 22اگست تا 28اگست 2020ء کو لجنہ اماءاللہ اور خدام الاحمدیہ کی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ چنانچہ صبح 9 بجے لجنہ کی کلاسز لگائی جاتیں اور شام کو بعد نماز عصر خدام کی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ ان کے لیے باقاعدہ ایک نصاب تشکیل دیا گیا اور ٹائم ٹیبل بنا کر اس کی پابندی کی گئی۔ خدام الاحمدیہ کے تربیتی کلاس کے نصاب میں علم کلام، حدیث، فقہ اور قرآن کریم کی آخری دس سورتوں کا فرنچ ترجمہ شامل تھا۔ علم کلام میں وفات مسیح، خلافت علی منہاج النبوۃ کے دلائل از قرآن کریم، ختم نبوت اور وفات مسیح کے دلائل سکھائے گئے۔ حدیث میں بعض احادیث منتخب کی گئیں جیسے کسوف خسوف کی حدیث، تیس دجال والی حدیث، مسیح موعودؑ کی آمد کے متعلق احادیث وغیرہ۔ فقہ میں نماز کے مسائل، شادی بیاہ کے مسائل، زکوٰۃ اور روزہ کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ اس دوران خدام الاحمدیہ کی طرف سے کثرت سے سوال کیے جاتے اور سیر حاصل بحث کی جاتی۔ ان پروگراموں میں تقریباً 150 خدام شامل ہوتے رہے۔

لجنہ کی کلاس میں نماز سادہ، باترجمہ اور نماز کے مسائل سکھائے گئے۔ قرآن کریم کی کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے نظام کا تعارف کروایا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ تربیتی کلاسیں شاملین کے علم و عرفان میں اضافہ کا باعث ہوں اور جماعتی نظام سے مضبوطی سے تعلق جوڑنے والی ہوں۔ آمین ثمہ آمین

☆…☆…☆

رپورٹ بابت
ریجنل اجتماع لجنہ ریجن امبور

مؤرخہ 23 ستمبر 2020ء کو صدر صاحبہ لجنہ ریجن امبور نے اجتماع کے لیے مختلف دیہات کا دورہ کیا اور تمام مجالس کو حاضری یقینی بنانے کی درخواست کی۔ خاص طور پر خاؤل جماعت جہاں پر اجتماع منعقد ہونا تھا وہاں خاص طور پر ایک اجلاس اس غرض کے لیے کیا گیا۔

اس اجلاس میں لجنہ اور ناصرات کی حاضری 110 رہی۔ چونکہ ریجنل اجتماع کے ساتھ مسجد کا افتتاح بھی اسی دن تھا۔ لہذا تمام حاضرین کا کھانا تیار کرنے کی ذمہ داری لجنہ اماء اللہ خاؤل کے سپرد ہوئی۔

24 ستمبر 2020ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر اجتماع کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داریوں پر ایک تقریر ہوئی، بچیوں نے ترانہ پڑھا اور وقار عمل کر کے مسجد کے اردگرد کی صفائی کی گئی۔

مؤرخہ 25 ستمبر بروز جمعۃ المبارک اجتماع کے دوسرے روز کا اجلاس صبح آٹھ بجے شروع ہوا جس میں ناصرات نے ترانے پڑھے صدر صاحبہ لجنہ مقامی نے خطاب فرمایا۔ ریجنل صدر صاحبہ لجنہ نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی۔

تیسرا اجلاس ٹھیک 12 بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرمہ صدر صاحبہ سینیگال نے فرمائی۔ تلاوت اور نظم کے بعد ریجنل صدر صاحبہ نے مختصر تعارف کروایا اور مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے خطاب میں لجنہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اتنا اچھا اجتماع منعقد کرانے پر انتظامیہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی۔ اس اجتماع کی حاضری چار صد لجنہ و ناصرات پر مشتمل رہی۔ الحمد للہ علی ذالک

(رپورٹ: ظفر اقبال مبلغ سلسلہ سینیگال)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: سیف اللہ مجید مبلغ سلسلہ لمباسہ فجی، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن

رپورٹ جلسہ سیرت النبی ﷺ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ونوالیو جماعت احمدیہ نادرن ریجن فجی کو جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کرنے کی توفیق ملی ۔ جلسہ سیرت النبی ﷺ میں شرکت کے لیے مکرم ومحترم ماہندرا ریڈی صاحب (Hon. Mahindra Reddy) وزیر زراعت فجی کو بطور مہمان خصوصی دعوت دی گئی جو انہوں نے منظور کی ۔ اس کے علاوہ سکولز اساتذہ اور مختلف گورنمنٹ آفیشلز کو بھی جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔محترم امیر ومشنری انچارج فجی سے جلسہ کے پروگرام کی منظوری کے بعد جلسہ کو کامیاب بنانے کے لیے مختلف ذرائع سے احباب جماعت کو اطلاع دی گئی۔ یہ جلسہ سیرت النبی ﷺ مؤرخہ 2 نومبر 2020ء کو احمدیہ مسلم کالج ولودہ کے ہال میں منعقد کیا گیا۔جلسہ کے لیے ہال کو مختلف جماعتی بینرز اور جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ 10.15 بجے صبح لوائے فجی مکرم مہمان خصوصی صاحب نے اور لوائے احمدیت خاکسار (سیف اللہ مجید) نے لہرایا۔ 10.30 بجے تلاوتِ قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا جو مکرم ماسٹر فیض صاحب نے کی۔نظم مکرم محمد شمیم صاحب نے پیش کی ۔ مکرم محمد امین صاحب صدر ولودہ نے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جلسہ سیرت النبی ﷺ کی اہمیت بیان کی۔جلسہ کی پہلی تقریر مکرم عفیف احمد شاہ صاحب نے ''حضرت محمد ﷺ امن کا شہزادہ'' کے عنوان پر انگلش میں کی۔ جلسہ کی دوسری تقریر مکرم پاسٹر نند صاحب نے کی جن کا تعلق عیسائیت کے ایک فرقہ اسمبلی آف گاڈ سے ہے۔جنہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ میرے لیے یہ خوشی کی بات ہے کہ میں آپ کے پروگرام میں شریک ہو رہا ہوں جس میں نبی حضرت محمد ﷺ کی سیرت بیان ہو رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ میرا پروگرام میں شامل ہونا یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ اسلام کتنا امن پسند مذہب ہے اور وہ دوسروں کے مذہب کا کتنا احترام کرتا ہے۔اس کے بعد ایک اور نظم مکرم مرزا ناصر احمد صاحب نے پیش کی ۔اس کے بعد مکرم ومحترم ماہندرا ریڈی صاحب مہمان خصوصی نے تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اور حضرت محمد ﷺ نے بھی اپنے ماننے والوں کو امن کی ہی تعلیم دی ہے۔ اور ہم اپنے ملک میں بسنے والے ہر مذہب کا احترام کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ سب اپنے اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے امن قائم کرنے میں کردار ادا کریں اور ملک کی ترقی میں حصہ لیں ۔ اس کے بعد خاکسار (سیف اللہ مجید مربی سلسلہ) نے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر بیان فرمودہ خطبہ کو اپنا عنوان بناتے ہوئے عرض کیا کہ آج اگر دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے تو صرف اور صرف آنحضور ﷺ کے اس خطبہ میں بیان فرمودہ نکات پر عمل کر کے۔جس میں آپ نے ہر طبقہ کے حقوق کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور بیان کیا کہ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی اس تعلیم کو پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں عملی طور پر دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ مکرم مشہود علی صاحب پرنسپل احمدیہ مسلم کالج ولودہ نے کہا کہ مجھے اس کالج میں کام کرتے ہوئے 5 سال ہو گئے ہیں اور میں نے ہمیشہ ہی جماعت احمدیہ کو ان کے اس موٹو محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں پر عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے ۔مکرم حامد حسین صاحب صدر جماعت نسروانگا نے آنے والے مہمانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ آخر پر خاکسار نے دعا کروائی ۔ دعا کے بعد مہمانوں اور احباب جماعت کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا ۔اس پروگرام کی کل حاضری 177 رہی جس میں 38 مہمان شامل تھے ۔مہمانوں میں وزیر تجارت کے ساتھ ساتھ پولیس کمشنر نادرن ،پادری، سکولوں کے اساتذہ اور دیگر احباب شامل ہوئے ۔ اس موقع پر ریڈیو سرگم نے خاکسار کا اور مکرم حامد حسین صاحب کا انٹر یو بھی لیا ۔ جسے بعد میں آن ایئر بھی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاملین جلسہ کے ایمان و ایقان میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو حضرت محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

☆ ... ☆ ... ☆

04دسمبر2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:23	17:38
مدینہ منورہ	05:28	17:33
قادیان	05:47	17:24
ربوہ	05:27	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:20	15:57